غیر کفو میں نکاح کی شرعی حیثیت

اعداد و تحقیق

مولانا مفتی نعمت اللہ حقانی

مدرس و مفتی جامعۃ المرکز الاسلامی بنوں

تمہید:

نکاح کی غرض چونکہ امور خانہ داری اور ازدواجی زندگی کو درست کرنا اور حسن معاشرت کے ساتھ سکون واطمینان سے وقت گزارنا ہے۔اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ باہم طبائع میں اتحاد واتفاق ہو۔اختلاف طبائع کی صورت میں کتنی ہی کوشش کی جائے۔ حسن معاشرت کا قائم رہنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے، جس پر روزمرہ تجارب شاہد ہیں ۔بعض اوقات میاں بیوی دونوں نیک صالح ہوتے ہیں، لیکن توافق مزاج نہ ہونے سے ہمیشہ باہمی نفرت اور خانہ جنگی رہتی ہے۔ بقول حضرت سید حکیم الامت زید مجدھم کہ دونوں کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے سوڈا اور ٹاٹری، کہ علیحدہ دونوں باوقار اور متین ہیں، لیکن جب دونوں ملتے ہیں جوش وخروش اور شور وشر شروع ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از منہیہ جواہر الفقہ ۲ / ۹۸)

ذیلی عنوانات

نکاح میں کفاءت کے اعتبار

کفو اور برابری کی اقسام

نسب میں برابری

مسلمان ہونے میں برابری

نومسلم کے ساتھ نکاح

پیشے میں برابری

عرب میں پیشے کی کفاءت کا مسئلہ

مال میں برابری

شریف، سید، مغل، جولاہے کا کفو نہیں

غیر کفو میں مفتیٰ بہ قول کی بناء پر نکاح منعقد نہیں ہوتا

کفاءت کا اعتبار مرد کی جانب سے ہے

شوہر نے غلط بیانی کر کے اپنے آپ کو کفو ظاہر کیا

باب کفاءت میں عمر میں برابری کی شرط کا شرعی جائزہ

کفائت کا لحاظ نہ رکھنے کی مختلف صورتیں اور ان کی شرعی تحلیل وتجزیہ

نکاح میں کفائت کے اعتبار / غیر کفو میں نکاح کی شرعی حیثیت:

شریعت مطہرہ میں اس بات کا بڑا خیال رکھا گیا ہے کہ غیر کفو اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے نہ کیا جائے جو اس کے برابر درجہ کا اور اس کے جوڑ کا نہ ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی معاشرہ میں ایک قدرتی اور غیر اختیاری تقسیم قائم

ہے کوئی اچھے اخلاق کا ہے تو کوئی برے اخلاق کا حامل ہے۔کوئی تہذیب اور شرافت ومروت کو کمال سمجھتا ہے تو کوئی اس کو خاطر میں نہیں لاتا، کوئی دینداری کو خوبی سمجھتا ہے تو کوئی اس کا کچھ خیال نہیں کرتا، کسی کا رہن سہن اور عادات واطوار ایک طرح کے ہیں تو کسی نے دوسرے اختیار کئے ہوئے ہیں۔کوئی بعض پیشوں کو کمتر خیال کر کے ان کو چھوڑتا ہے اور محنت شاقہ اختیار کر کے اعلیٰ قسم کے پیشوں کو اختیار کرتا ہے تو کوئی کمتر پیشوں پر ہی قناعت کر لیتا ہے اب ایک خیال اور طرز والے چاہے دوسرے کو حقیر نہ سمجھیں لیکن ان کے لئے متضاد مزاج اور طرز رکھنے والے ہر شخص کو اپنے میں ضم کرنا بہت ہی دشوار ہوگا اور چونکہ لڑکی کی حیثیت شوہر کے محکوم ہوتی ہے اس لئے اصل مسئلہ لڑکی اور اس کے خاندان کا ہوتا ہے کیونکہ نکاح کے بعد چھٹکارا حاصل کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اس لئے لڑکی اور اس کے اولیاء کا حق ہے کہ لڑکی کا نکاح کفو میں اور جوڑ میں ہو حضرت عائشہؓ عنہا نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم" (رواہ ابن ماجہ ۱۴۲) اپنے نطفوں کے لئے اچھے رشتے تلاش کرو اور خود بھی جوڑ میں نکاح کرو اور دوسروں کا نکاح بھی جوڑ میں کرو۔اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "ثلاث لا تؤخر الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والأیم اذا وجدت لھا کفوا .اعلاء السنن ۱۱/۲۵" تین چیزوں میں تاخیر مت کرو نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے جنازہ میں جب وہ آ جائے اور بے نکاحی عورت کے نکاح میں جب تم اس کا جوڑ پالو۔لیکن جب لڑکی اور اس کا ولی دونوں راضی ہوں تو یہ حکم واجب نہیں ہے اس لئے اگر بعض اوصاف کی بنا پر لڑکی اور اس کے اولیاء کسی بے جوڑ میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ایک انصاری خاندان کی طرف بھیجا تا کہ حضرت بلالؓ ان سے اپنے لئے رشتہ مانگیں وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو حبشی غلام ہے (یعنی غلام رہے ہیں) حضرت بلالؓ نے ان سے کہا اگر نبی ﷺ نے مجھے تمھارے پاس آنے کا نہ کہا ہوتا تو میں تمھارے پاس کبھی نہ آتا انہوں نے پوچھا کیا آپ کو نبی ﷺ نے رشتہ مانگنے کو کہا ہے حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ ہاں وہ کہنے لگے کہ پھر آپ تو اس رشتہ کے مالک بن گئے۔حضرت بلالؓ نے نبی ﷺ کو آکر واقعہ کی خبر دی۔نبی ﷺ کے پاس سونے کی ایک ڈالی آئی تو آپ نے وہ حضرت بلال کو دی اور کہا کہ یہ اپنی بیوی کے لئے لے جاؤ۔(اعلاء السنن ج ۱۱/۷۷۔)

غیر کفو میں نکاح کی شرعی حیثیت

کفو اور برابری کی اقسام:-

یہ پانچ قسمیں ہیں۔نسب میں برابری، مسلمان ہونے میں، دینداری میں، مال میں اور پیشہ میں برابری

نسب میں برابری:

قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں قریشی وہ شخص ہے جس کے اباء واجداد میں نضر بن کنانہ داخل ہوں یہ نبی کریم ﷺ کے اجداد میں بارہویں نمبر پر تھے آپ ﷺ کا نسب یہ ہے حضرت محمد ﷺ، عبداللہ بن عبدالمطلب، ہاشم، عبدمناف، قصی، کلاب، مرہ، کعب، لوی،

غالب، فہر، مالک، نضر بن کنانہ چاروں خلفاء راشدین چونکہ قریشی تھے اس لئے صدیقی، فاروقی، عثمانی، اور علوی سب ایک دوسرے کے کفو ہیں (ردالمحتار ۸۶/۳) سید یعنی جو حضرت فاطمہؓ کی اولاد یعنی حضرت حسینؓ اور حسنؓ کے سلسلہ نسب میں ہیں اگر چہ نسب کے اعتبار سے ان کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سید کی لڑکی کسی عثمانی یا فاروقی کے گھر میں بیاہ دی گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے جوڑ میں نکاح نہیں کیا بلکہ یہ بھی جوڑ ہی ہے۔ عجمی عالم قریشی اور سید لڑکی کا کفو ہے۔ قریش کو چھوڑ کر باقی عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں (ردالمحتار ۸۶/۳) ابن الزنا صحیح النسب لڑکی کے کفو میں نہیں ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند عزیز الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۹۰) عجم کے سب لوگ ایک قوم ہیں اور برابر ہیں خواہ مغل ہوں یا پٹھان یا کوئی اور یہ لوگ قریش اور سیدوں کے جوڑ نہیں مغل اور اعوان تقریباً ہم کفو ہیں (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۵۱۶) قصائی راجپوت کا کفو نہیں معاشرہ میں راجپوت ذات بڑی ہے قصائی ذات چھوٹی شمار ہے لہذا راجپوت لڑکی کا نکاح قصائی لڑکے سے درست نہیں اس لئے کہ ایک دوسرے کا کفو نہیں۔ عالم باعمل سید زادی کا کفو ہے کمافی الشامی۔ فالعالم العجمی یکون کفوا للجاهل العربی والعلویة لان شرف العلم فوق شرف النسب (ردالمحتار ۹۲/۳) فاسق فاسقہ جونیک آدمی کی بیٹی ہو کا کفو بن سکتا ہے (شامی ۸۹/۳) بعض مشائخ کے نزدیک حسیب معزز نسیب کا کفو ہے مگر یہ قول ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ حسیب نسیب کا کفو نہیں ہے قالوا والاصح انه لایکون کفوا للعلوية اه كذافی غاية السروجی بحواله امداد الاحكام. نیک عالم دین اچھے خاندان کا کفو ہے فی جامع قاضی خان الحسیب یکون کفوا للنسیب فان العالم العجمی یکون کفوا للجاهل العربی الیٰ ان قال وزاد والعالم الفقیر یکون کفوا للغنی الجاهل والوجه فیه ظاهر لان شرف العلم فوق شرف النسب فشرف المال اولیٰ اه قریشی سادات کے کفو ہیں واضح رہے کہ نسب کا اعتبار مرد سے ہوتا ہے نہ کہ عورت سے اگر عورت عجمی ہو اور باپ عربی ہو تو اولاد عربی صاحب نسب ہوگی اور کفاءت میں وہ ان لوگوں کے برابر ہے جن کے ماں باپ دونوں عربی النسل ہیں قال العلامة عبدالحئیؒ فی فتاواه ناقلا عن شرح الغرر الولد يتبع الاب فی النسب لانه للتعريف والام لاتشتهر اه ونقل عن البحر حتیٰ لوتزوج هاشمی امة انسان فاتت بولد فهو هاشمی تبعا لابيه رقيق تبعالامه كمافی فتح القدير وعن حاشية الدر للطحطاوی قوله ولافی نسب ای لایتبع امه فی نسب هذا نص صريح فی ان ابن الشريفة ليس بشريف وان كان له شرف (حموی اه ص ۳۹۳ ج ۲) وعن ردالمحتار لابن عابدين من كان امها علوية وابوه عجمی يكون العجمی كفوا لها وان كان لها شرف مالان النسب للاباء ولذا جاز دفع الزكواة اليها فلاتعتبر التفاوت بينهما من جهة شرف الام ولم ار من صرح بهذاوالله اعلم اه ص ۵۲۳ ج ۲ وفيه ايضا الكفاءة معتبرة من جانبه ای الرجل لان الشريف تابی ان تكون فراشا للادنیٰ ولذا لاتعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلاتغيظه دناءة الفراش وهذا عند الكل فی الصحيح (ص ۵۲۰ ج ۲)

مسلمان ہونے میں برابری:

مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط عجمیوں میں ہے عربوں اور قریشوں میں جیسے سیدوں اور علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں تو جو شخص خود مسلمان ہوگیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کا کفو نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے کما فی الدر المختار: واما فی العجم فتعتبر حرية واسلاما فمسلم بنفسه او معتق غير كفو لمن ابوهامسلم اه وفي الهندية قوله ومنها اسلام الاباء من اسلم بنفسه ولم يكن له اب في الاسلام لايكون كفوا لمن له اب واحد من الاسلام كذا في فتاوىٰ قاضي خان (خانيه هنديه ج ا ص ۳۴۹)

نومسلم کے ساتھ نکاح:

اگر لڑکی اور اس کا ولی دونوں راضی ہوں اور اجازت دیدیں تو نومسلموں کے نکاح میں مسلمانوں کو ضرور اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ ان سے عار نہ کریں اور بخوشی ورضا ان سے نکاح کریں لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نومسلموں کے بارہ میں معاملہ نکاح میں پوری احتیاط برتنی چاہئے جب تک اس کا حسن اسلام ظاہر نہ ہوجائے اور معاملات سے یہ بات روشن نہ ہوجائے کہ اپنے اسلام میں مخلص اور راسخ ہے اس وقت تک نکاح میں اقدام کرنا مناسب نہیں ورنہ دشواریاں پیش آتی ہیں (جواہر الفقہ ج۲ ص ۹۸)

پیشے میں برابری:

رواج میں کچھ پیشے جو کمزور سمجھے جاتے ہیں مثلاً تجارت کے مقابلے میں نائی، نان بائی، موچی وغیرہ کے پیشے ہلکے سمجھے جاتے ہیں اسی طرح ملازمتوں میں فرق ہے چپڑاسی اور خاکروب وغیرہ کے مقابلے میں کلرک کی ملازمت بہتر سمجھی جاتی ہے لہذا جولڑکا نائی یا نانبائی ہو وہ تاجر کی بیٹی کے جوڑ کا نہیں اور جولڑکا چپڑاسی ہو وہ کلرک کی بیٹی کے جوڑ کا نہیں۔ تعتبر الكفاءة في الحرفة فمثل حائك غير كف لمثل خياط ولا خياط لبزاز وتاجر ولاهما لعالم وقاض والكناس والحجام والدباغ والحارس والسائس والراعي والقيم ليس كفو لبنت الخياط ولاالخياط لبنت البزاز والتاجر ولاهما لبنت عالم وقاض والحائك ليس كفوا لبنت الدهقان قلت والظاهر ان نحو الخياط اذاكان استاذا يتقبل الاعمال وله اجراء يعملون له يكون كفوا لبنت البزاز والتاجروفي زماننا وان الخفاف ليس بكفوا للبزاز والعطار فالظاهر ان المراد به من يعمل الاخفاف اوالنعال بيده اما لوكان استاذا له اجراء يشتريها مخيطة ويبيعها في حانوته فليس في زماننا انقص من البزاز والعطار

عرب میں پیشے کی کفاءت کا مسئلہ:

جواہر الفقہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ارقام فرماتے ہیں کہ عرب میں پیشوں کی کفاءت کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا کیونکہ عرب میں عرفی عزت کا مدار بھی پیشوں پر نہیں بلکہ پیشے سب تقریباً مساوی سمجھے جاتے ہیں۔ کوئی ایک پیشے والا دوسرے پیشے والے کو عرفاً بھی ادنیٰ نہیں سمجھتا بخلاف عجم کے کہ وہاں کا عرف پیشوں کے اعتبار سے بہت زیادہ تفاوت و تفاضل رکھتا ہے اور باہم ادنیٰ اعلیٰ سمجھے جاتے ہیں اور اسی بنا پر اعلیٰ پیشہ والے کی معاشرت ادنیٰ پیشے والے کے ساتھ دشوار و نہایت مشکل سمجھی جاتی ہے اس لئے شرع شریف نے جذبات کی رعایت فرما کر معاملات دینویہ میں اس کا اعتبار کیا اگرچہ عنداللہ محض ان چیزوں سے نہ کوئی اعلیٰ ہوتا ہے نہ ادنیٰ

(جواہر الفقہ ج۲ ص۹۶، ۹۷)

مال میں برابری:

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ بالکل مفلس محتاج مالدار عورت کے برابر نہیں ہے اور اگر بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور روزمرہ کا خرچہ کما لیتا ہے تو بس یہ کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب ہو۔ **ومنها الكفاء ة فى المال وهو ان يكون مالكا للمهر والنفقة وهو المعتبر فى ظاهر الرواية حتىٰ ان من لايملكها اولايملك احدهما لايكون كفوا كذا فى الهداية موسرة كانت المرء ة اومعسرة ولاتعتبر الزيادة علىٰ ذالك حتىٰ ان من قادر علىٰ المهر والنفقة كان كفوا لها وان كانت صاحبة اموال كثيرة هو الصحيح من المذهب والمراد بالمهر المعجل وهو ماتعارفوا تعجيله ولايعتبر الباقى ولوكان حالا وعن ابى يوسفؒ اذاكان قادرا على المهر ويكسب كل يوم ماينفق عليها كان كفوا وهو الصحيح كذا فى شرح الجامع الصغير لقاضى خان والاحسن ماقال ابويوسفؒ كذا فى فتاوىٰ قاضى خان (حواله الفتاوىٰ الهنديه ۱/ ۲۹۱ كذا فى التاتارخانيه ۳/۵۹)**

شریف، سید، مغل، پٹھان، عورت، جولاہے کا کفو نہیں ہے۔

اگر کوئی شریف سید شیخ مغل پٹھان عورت اپنے اولیاء کی بدون رضا و اجازت جولاہے سے نکاح کرلے تو یہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا بلکہ ابتداء ہی سے باطل ہے فسخ کی بھی ضرورت نہیں وظاهر الرواية ان النكاح ينعقد وللاولياء حق الفسخ والاعتراض ولكن المتاخرين افتوا برواية الحسن عن ابى حنيفةؒ انه لايصح ولايعتد به ۔ مگر اس مسئلہ کی بنا اس پر نہیں کہ قوم جولاہا شرعاً رذیل ہے فقد قال الله ان اكرمكم عندالله اتقاكم فالكرم انما هو بالتقوىٰ والرذالة بالمعصية ۔ بلکہ اس کی بنا اس پر ہے کہ نکاح کے مصالح عادۃً ہم کفو قوم ہی میں حاصل ہوتے ہیں اور یہ مشاہد ہے اس کا انکار نہیں ہوسکتا اس لئے شریعت نے نکاح میں

کفاءت کالحاظ کیا ہے تا کہ مصالح نکاح بخوبی حاصل ہوں البتہ اگر عورت کے اولیاء راضی ہو کہ غیر کفو سے کر دیں تو ان کا راضی ہونا اس کی علامت ہوگی کہ اس غیر کفو سے بھی مصالح نکاح حاصل ہونے کی امید ہے تو اس صورت میں غیر کفو سے نکاح بھی درست ہے اور مصالح نکاح صرف میاں بیوی کی رضامندی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ زوج وزوجہ کی قرابت میں رابطہ اتحاد ومحبت وتعاضد وتناصر پیدا ہونا بھی ملحوظ ہے اور یہ بات غیر کفو کے نکاح میں مفقود ہے الا نادرا والنادر کالمعدوم فلاتعتبر به فی الاحکام اور غیر کفو سے نکاح کر کے اگر عورت کا خاوند جلد مر جاوے اور لاولد مر جائے یا بچے چھوٹے چھوٹے ہوں تو اب اس عورت کی امداد اس کا خاندان تو ناراضی کیوجہ سے کرے گا نہیں تو اس کو بہت تکلیف ہوگی وغیر ذالک من المصالح اس لئے کفاءت کا نکاح میں لحاظ ہے اور یہ امر قوم جولا ہے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر سیدزادی یا شیخ زادی پٹھان یا مغل مرد سے بدون اپنے اولیاء کی اجازت سے نکاح کرلے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور عدم کفاءت میں وہ مرد بڑھا ہوا ہے تو نکاح درست ہے عورت کے ادنیٰ ہونے سے وہ مصالح فوت نہیں ہوتے (امداد الاحکام ۲ ص ۳۱۴) اغواء شدہ لڑکیاں جو غیر کفو میں والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کر لیتی ہیں چاروں فقہاء امت کے مفتیٰ بہ اقوال کے مطابق ان کا نکاح فاسدہ ہے (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۲ ص ۵۱)

غیر کفو میں مفتیٰ بہ قول کی بناء پر نکاح منعقد نہیں ہوتا:

نبی کریم ﷺ نے لڑکی کے اولیاء کو ہدایت فرمائی کہ وہ لڑکی کی خیر خواہی ہر قسم سے ملحوظ رکھیں کفاءت کا اعتبار بھی اس خیر خواہی کا ایک جز اور لڑکی کا حق مگر اس میں اولیاء کا حق بھی شامل ہے کیونکہ غیر کفو میں نکاح ہونے سے جیسے لڑکی کو عار ہوتا ہے اور انس واتحاد شوار ہوتا ہے ویسے ہی لڑکی کے اولیاء کو بھی عار لگتا ہے اور پھر عدم موافقت کی صورت میں تکلیف ورنج میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اگر کوئی لڑکی عاقلہ بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں بغیر اجازت ولی کرے تو نکاح مفتیٰ بہ قول کے مطابق باطل ہے اور بالکل نا قابل اعتبار ہے البتہ اگر ولی باپ دادا ہو تو اگر غیر کفو میں اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیں تو وہ جائز وصحیح ولازم ہو جائے گا کیونکہ باپ دادا کی شفقت وعنایت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ انہوں نے اگر کفاءت کی رعایت نہیں کی تو کسی اہم فائدہ کی غرض سے نہیں کی ہوگی بے پروائی یا لڑکی کی بدخواہی اس کے سبب نہ ہوگا بخلاف دوسرے اولیاء کے کہ وہاں بے پروائی وبدخواہی کا بھی احتمال ہے (جواہر الفقہ ج ۲ ص ۹۸) عبارات فقہاء ملاحظہ ہو

قوله الكفاءة معتبرة معناه معتبرة فى اللزوم على الاولياء حتىٰ ان عندعدمها جاز للولى الفسخ الخ ....فتح وهذا بناء على ظاهر الرواية من ان العقد صحيح وللولى الاعتراض اما علىٰ رواية الحسن المختارة للفتوىٰ من انه لايصح فالمعنى معتبرة فى الصحة (ردالمحتار ج ۳ ص ۸۴) المرءة اذا زوجت نفسها من غير كفو صح النكاح فى ظاهر الرواية عن ابى حنيفةؒ وهو قول ابى يوسفؒ اخرا وقول محمدؒ اخرا ايضا ان قبل التفريق يثبت فيه حكم الطلاق والظهار والايلاء والتوارث وغير ذالك ولكن للاولياء حق الاعتراض وروى الحسن عن ابى حنيفةؒ ان النكاح لاينعقد وبه اخذ كثير من مشائخناؒ كذا فى المحيط والمختار فى زماننا للفتوىٰ رواية

الحسن وقال الشیخ شمس الائمة السرخسیؒ روایة الحسن اقرب الیٰ الاحتیاط کذا فی فتاویٰ قاضیخان فی فصل شرائط النکاح (الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۲۹۲)الحرة العاقلة البالغة اذا زوجت نفسها من رجل هو کفو لها اولیس بکفو لها وفی الخانیة بکرا کانت اوثیبا نفذالنکاح فی ظاهر الروایة ابی حنیفةؒ وهو قول ابی یوسفؒ آخرا الا ان الزوج اذالم یکن کفوا فللاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفةؒ ان الزوج اذا لم یکن کفوا لاینفذ النکاح وکان ابویوسفؒ اولا یقول یتوقف النکاح الیٰ ان یجیزه الولی اوالحاکم علیٰ کل حال وهو قول محمدؒ وصح رجوع محمد الیٰ قول ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ آخرا وفی الخانیة والمختار فی زماننا للفتویٰ روایة الحسن وقال ابویوسفؒ الاحوط ان یجعل العقد موقوفا علیٰ اجازة الولی لان الزوج اذالم یکن کفوا یصح فسخ الولی وان کان کفوا لایصح فسخه (الفتاویٰ التاتارخانیة ج۳ ص ۳۱) وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت اوثیبا عند ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ فی ظاهر الروایة وعن ابی یوسفؒ انه لاینعقد الابولی وعند محمدؒ ینعقد موقوفا ثم فی ظاهر الروایة لافرق بین الکفو وغیر الکفو لکن للولی الاعتراض فی غیر الکفو وعن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ انه لایجوز فی غیر الکفو لانه کم من واقع لایرفع ویروی رجوع محمد الیٰ قولهما(الهدایة المجلد الثانی ۲ ص ۲۱۰)من نکحت غیر کفو فرق الولی وهوظاهر الروایة عن الثلاثة وان المفتیٰ به روایة الحسن عن الامام من عدم الانعقاد اصلا اذاکان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلایفید الرضاء بعده (البحر الرائق ج۳ص ۱۲۸)اذا زوجت المرء ة نفسها من غیر کفو فللاولیاء ان یفرقوا بینهما هذا علیٰ ظاهر الروایة اما علیٰ الروایة المختارة للفتویٰ لایصح العقد اصلا اذا کانت زوجت نفسها من غیر کفو (فتح القدیر ج۳ص ۱۸۷)

کفاءت کا اعتبار صرف مرد کی جانب سے ہے:

ائمہ کرام کا متفقہ فیصلہ ہے نکاح میں صرف مرد کا عورت کا کفو ہونا ضروری ہے عورت کا مرد کے ہمسر ہونا ضروری نہیں ۔قال العلامة وهبة الزحیلی :یری جمهور الفقهاء ان الکفاء ة تطلب للنساء لاللرجال بمعنی ان الکفاء ة تعد فی جانب الرجال للنساء فهو حق فی صالح المرأة لافی صالح الرجل الخ وفی الهندیة ج۲ ص۱۵ الکفاء ة معتبرة فی الرجال للنساء للزوم النکاح کذا فی محیط السرخسی ولاتعتبر فی جانب النساء للرجال کذا فی البدائع فاذا تزوجت رجلا خیرا منها فلیس للولی ای لولی الرجل ان یفرق بینهما فان الولی لایتعیر بان یکون تحت الرجل من

لایکافئه کذا فی شرح المبسوط السرخسی وفی تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ص ۱۲ ج ۱ وجزم بعد حصوله علی احکام القریشین لتصریح الفقهاء بان الولد یتبع اباه الخ

اس لئے کہ اگر عورت دنی ہو اور شوہر شریف ہو تو نسب میں کچھ فرق نہ آوے گا کیونکہ نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے البتہ عورت کی زیادہ دناءت کی صورت میں ولد نجیب الطرفین نہ ہوگی اس سے نسب میں تو فرق نہ ہوگا تاہم عمدگی نسب کم ہو جائے گی (کذا فی امداد الاحکام ج ۲ ص ۳۰۲)

شوہر نے غلط بیانی کر کے اپنے آپ کو کفو ظاہر کیا:

اگر کسی شخص نے عقد کے وقت اپنے نسب باپ میں کچھ غلط بیانی کی اور ورثہ نے عقد کرتے وقت کفاءۃ کو شرط رکھ کر کر دیا تھا تو ان کے لئے خیار فسخ نکاح ہوگا کما فی الدر المختار الا اذا شرطوا الکفاءۃ اواخبرهم بها وقت العقد فزوجها علیٰ ذالک ثم ظهر انه غیر کفو کان لهم الخیار ولو الجیة فلیحفظ (الدر المختار ص ۱۹۴ باب الکفاءۃ) وکما فی الهندیة رجل زوج ابنته الصغیرة من رجل علیٰ ظن انه صالح لایشرب الخمر فوجده الاب شریبا مد منا وکبرت الابنه فقالت لاارضی بالنکاح ان لم یعرف ابوها بشرب الخمر وغلبة اهل بیته صالحون فالنکاح باطل ای یبطل وهذه المسئلة بالاتفاقکذا فی الذخیرة (عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۱ هندیه الخامس فی الکفاءۃ) وفی رد المحتار قال فی البزازیه زوج بنته من رجل ظنه مصلحا لایشرب مسکرا فاذا هو مدمن فقالت بعد الکبر لاارضی بالنکاح ان لم یکن ابوها یشرب المسکر ولاعرف به وغلبة اهل بیتها مصلحون فالنکاح باطل بالاتفاق اه (ج ۳ ص ۸۹ شامی باب الکفاءۃ) واضح رہے کہ کفاءت میں معتبر مرد کی صلاح ہے نہ کہ عورت کی۔ ان المعتبر صلاح الاباء فقط وانه لاعبرة بفسقها بعد کونها من بنات الصالحین اه (شامی ج ۳ ص ۸۹) واضح رہے کہ یہ فسخ نکاح عدالت کے ذریعے سے ہوگا کہ عدالت سے فسخ نکاح کا ڈگری حاصل کر کے نکاح فسخ کرا دیں اگر حاکم عدالت مسلمان ہو تو اس کا فسخ شرعاً معتبر بھی ہے اور اگر مسلمان نہ ہو تو اس کے بعد عورت اپنا مقدمہ برادری کی پنچائیت کے سامنے پیش کر دیں جس میں کسی عالم کو بھی شریک کیا جائے برادری اس نکاح کو فسخ کر دے گی تو شرعاً فسخ ہو جائے گا جس کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے تفصیل کے لئے الحیلۃ الناجزۃ (امداد الاحکام ج ۲ ص ۳۲۶)

باب کفاءت میں عمر میں برابری کی شرط کا شرعی جائزہ:

فقہاء نے کفاءت میں جن اشیاء کا ذکر کیا ہے ان میں عمر کا برابری کو ضروری نہیں قرار دیا ہے اس طرح فقہاء نے نابالغہ کو خیار حاصل ہونے کی جو اسباب ذکر کئے ہیں ان میں عمر کی زیادہ فرق کو ان اسباب میں شمار نہیں کیا ہے تو فقہاء کا شمار نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عمر

میں زیادہ فرق کے باوجود نابالغہ لڑکی کو بلوغت کے بعد خیار فسخ نکاح اور خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا اگر چہ ان چیزوں کا لحاظ رکھنا پسندیدہ اور جوڑ کا ذریعہ ہے۔ هذه هي خصال الكفاء ةاماماعداها كالجمال والسن والثقافة والبلدة والعيوب الاخرىٰ غير المثبتة للخيار في الزوج كالعمى والقطع وتشوه الصورة فليست معتبرة فالقبيح كفو للجميل والكبير كفو للصغير والجاهل كفو للمثقف اولمتعلم والقروى كفو للمدنى والمريض كفو للسليم لكن الاولىٰ مراعاة التقارب بين هذه الاوصاف وبخاصة السن والثقافة لان وجودهما ادعى تحقيق الوفاق والوئام بين الزوجين وعدمها يحدث بلبلة واختلافا مستعصيا للاختلاف وجهات النظر وتقديرات الامور وتحقيق هدف الزوج واسعاد الطرفين (الفقه الاسلامى وادلته ج۹ ص۶۷۵۵)ويندب ان تكون المرأة اقل من الرجل سنا لئلا تكبر بسرعة فلا تلد والغرض الصحيح من الزواج انما هو التناسل الذى به تكثر الامة ويعزجانبها (الفقه على المذاهب الاربعة ج۴ص۸)الكفاء ة تعتبر في النسب وتعتبر ايضا في الدين وتعتبر في المال وتعتبر في الصنائع (الهداية المجلد الثاني ج۲ص ۳۰۰)الكفاء ة تعتبر في اشياء منها النسب ومنها اسلام الاباء ومنها الحرية ومنها الكفاء ة بالمال ومنها الديانة ومنها الحرفة (الفتاوىٰ الهندية ج ا ص ۲۹۰)

الحاصل: احناف کے نزدیک عمر میں تناسب اگر چہ مستحب ہے تاہم یہ شرط اور امر ضروری کے درجے میں نہیں ہے۔

شرعی جائزہ:

کفاءت کا لحاظ نہ رکھنے کی مختلف صورتیں اور ان کا شرعی تحلیل وتجزیہ:

☆ ....نابالغہ کا نکاح باپ، دادا نے غیر کفو یا مہر مثل سے کم مہر پر کیا اور اس وقت نشہ کی حالت میں تھے

☆ ....بے تدبیری اور ناعاقبت اندیشی کے مشہور ہونے کے باوجود اس طرح نکاح کیا

☆ ....باپ فاسق بے غیرت اور بے باک ہونے کی صورت میں نکاح میں غلطی کر گیا

لا پرواہی سے کام لیتے ہوئے نکاح میں بے اعتدالی کر گیا تو ان کے حل کا خلاصہ یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں مہر مثل میں غلطی یا غیر کفو میں نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح نہیں کیونکہ نشہ کی حالت میں رائے دینا صریح غلطی ہے اس طرح اگر باپ عقد نکاح سے پہلے اس بات میں مشہور ہو کہ وہ انجام کار کو مدنظر نہیں رکھتا پھر بھی مہر مثل اور کفو میں غلطی کر گیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ اس طرح باپ کے بے وقوف اور بے باکی کی صورت میں مذکورہ غلطی کرنے پر نکاح صحیح نہیں ہوتا اس طرح لا پرواہی سے کام لینے کی بنا پر بے اعتدالی کرنے کی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ولزم النكاح ولو بغبن فاحش اوزوجها بغير كفو ان كان الولى المزوج بنفسه بغبن ابا اوجدا ولم

یعرف منهما سوء الاختیار مجانة وفسقا وان عرف لایصح النکاح اتفاقا وکذا لو کان سکران فزوجها من فاسق او شریر لظهور سوء اختیاره فلاتعارضه شفقته المظنونة بحر (الدر المختار ج۳ ص۶۷)وفی شرح المجمع حتیٰ لوعرف من الاب سوء الاختیار لسفهه او بطمعه لایجوز عقده اجماعا والحاصل ان المانع هو کون الاب مشهورا بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشهورا بذالک ثم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذالک انه سئی الاختیار واشتهر به عندالناس فلوزوج بنته اخریٰ من فاسق لم یصح الثانی لانه کان مشهورا بسوء الاختیار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله ولو کان المانع مجرد تحقق سوء الاختیار بدون الاشتهار لزم احالة المسئلة اعنی قولهم ولزم النکاح ولوبغبن فاحش او بغیر کفوا کان الولی ابا اوجدا ثم اعلم ان مامر عن النوازل من ان النکاح باطل معناه انه سیبطل کما فی الذخیرة لان المسئلة مفروضة فیما اذالم ترض البنت بعد ماکبرت کماصرح به فی الخانیة والذخیرة وغیرهما(ردالمحتار ج۳ص۶۷)وهکذا فی البحر الرائق (ج۳ص ۱۳۶)وفی هامشه قوله حتیٰ لوکان معروفا بذالک مجانة وفسقا فی المغرب الماجن الذی لایبالی مایصنع وماقیل له وفی شرح المجمع لابن ملک حتیٰ لوعرف من الاب سوء الاختیار لسفهه اولطمعه لایجوز عقده اتفاقا(منحة الخالق علیٰ هامش البحر الرائق ج۳ص ۱۳۵) باپ دادا کے سواکسی اورولی لڑکے کا نکاح مہرمثل کے زیادتی کے ساتھ کرنے میں ضررمحض ہونے کی بناپرنکاح صحیح نہیں ہے اوراس پراتفاق فقہاءہواہےاوراگرقریب کاولی دورنہ ہوپھربھی بعدوالے نے نکاح کردیاتویہ نکاح قریب ولی کےاجازت پرموقوف ہوگااوراگرقریب ولی دورہوتواگرغیبت منقطعہ ہوتوپھربعدوالےکانکاح صحیح ہےاورقریب ولی کےآنےسےاس پرکچھ اثرنہیں پڑےگااوراگرغیبت منقطعہ نہ ہوبلکہ اس سےرابطہ اوررائےلیناممکن ہوپھربھی بعدوالےکانکاح کرناقریب ولی کےاجازت پرموقوف ہوگا۔غیبت منقطعہ اصح اورمفتیٰ بہ قول کےبناءپریہ ہےکہ وہ اتنادورہوکہ اگراس کاانتظارکرےاوراس سےمشورہ لیں تویہ رشتہ ہاتھ سےجاتارہےگااور پیغام دینےوالااتناانتظارنہ کرےگااورپھرایسی جگہ کاملنامشکل ہو۔

نابالغ کانکاح باپ داداکےعلاوہ کسی اورنےکیاہواورکفومیں کیاہواورمہرمثل مقررکیاہوتواس صورت میں طرفین کےنزدیک خیاربلوغ حاصل ہوگااورامام ابویوسفؒ کےنزدیک باپ داداپرقیاس کرتےہوئےخیاربلوغ حاصل نہیں ہوگاالبتہ راجح قول طرفین کاہےاورباپ داداپرامام ابویوسفؒ کاقیاس ان کےعلاوہ میں قصورشفقت کےبناءپرصحیح نہیں ہےالبتہ خیارفسخ کےباوجوداثبات فسخ کاہوناقاضی کے فیصلےپرموقوف ہوگاحوالہ جات ترتیب سےملاحظہ ہو

وان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه لايصح النكاح من غير كفوا وبغبن فاحش اصلا (الدر المختار ٣ /٦٨)قوله لايصح النكاح من غير كفوا مثله قوله الكنز ولوزوج طفله غير كفواوبغبن فاحش صح ولم يجز ذلک لغير الاب والجد ومقتضاه ان الاخ لوزوج اخاه الصغير امرأة ادنیٰ منه لايصح رأيت فى البدائع مثل ما فى الكنز واما انكاح الاب الیٰ ان قال بخلاف انكاح الاخ والعم من غير كفوفانه لايجوز بالاجماع لانه ضرر محض (رد المحتار ٣ /٦٨)

واذا روج الرجل ابنه امرأة باكثر من مهر مثلها جاز فى قول ابى حنيفةؒ وقال صاحباه لايجوز ان فحش واجمعو اعلیٰ انه لايجوز ذالک من غير الاب والجد (الفتاویٰ الخانية علیٰ هامش الهندية ١ /٣٥٧)

واجمعوا علیٰ ان غير الاب والجد لوزاد اونقص بحيث لايتغابن الناس فى مثله انه لايجوز النكاح حتیٰ لواجاز ذالک بعد البلوغ لاتعمل اجازته(الفتاویٰ التاتار خانية ٣ /٢٩)

واذا زوج الاب ابنه الصغير وزاد فى مهر امراته جاز ذالک ولايجوز ذالک لغير الاب والجد (الهداية المجلد الثانى ٢ /٣٠٠)

ثم انما يتقدم الاقرب علیٰ الابعد اذاكان الاقرب حاضرا اوغائبا غيبة غير منقطعة فاما اذا كان غائبا غيبة منقطعة فلابعد ان يزوج فى قول اصحابنا الثلاثة (بدائع الصنائع ٢ /٢٥٠)واختلف الاقاويل فى تحرير الغيبة المنقطعة وعن الشيخ الامام ابى بكر محمد بن فضل البخارى انه قال ان كان الاقرب فى موضع يفوت الكفوا الخاطب باستطلاع رايه فهو غيبة منقطعة وان كان لايفوت فليست بمنقطعة وهذا اقرب الیٰ الفقه لان التعويل فى الولاية علیٰ تحصيل النظر للمولیٰ عليه ودفع الضرر عنه وذالک فيما قاله (بدائع الصنائع ٢ /٢٥١) وان زوجها الابعد ولاقرب حاضر يتوقف علیٰ اجازة الاقرب وان كان الاقرب غائبا غيبة منقطعة جاز الانكاح لابعد عندنا (الفتاویٰ الخانية علیٰ هامش الهندية ١ /٣٥٦)وهكذا فى البحرا لرائق ٣ /١١٩ والفتاویٰ الهندية ١ / ٢٨٥ ومثله فى الفتاویٰ التارتار خانية ج٣ ص ٢٣ وزاد فيه وتكلموا فى حدالغيبة المنقطعة والاصح انه كان فى موضع لو انتظر حضوره واستطلاع رايه فاتها الكفو الذى حضر فالغيبة منقطعة وللولى الابعد التزويج بغيبة الاقرب فلوزوج الابعد حال قيام الاقرب توقف علیٰ اجازته مسافة القصر (الدرالمختار ٣ /٨١)قوله مسافة القصر اختلف فى حد الغيبة فاختار المصنف تبعا لكنز انها مسافة القصر ونسبه فى

الهداية لبعض المتاخرين والزيلعي لاكثرهم قال وعليه الفتوىٰ الخ وقال في الذخيرة الاصح انه اذا كان في موضع لوانتظر حضوره اواستطلاع رايه فات الكفو الذى حضر فالغيبة منقطعة واليه اشار في الكتاب الخ وفي البحر عن المجتبى والمبسوط انه الاصح وفي النهاية واختاره اكثر المشائخ وصححه ابن الفضل وفي الهداية انه اقرب الىٰ الفقه وفي الفتح انه الاشبه بالفقه وانه لاتعارض بين اكثر المتاخرين واكثر المشائخ اى لان المراد من المشائخ المتقدمون وفي شرح الملتقى عن الحقائق وانه اصح الاقاويل وعليه الفتوىٰ الخ وعليه مشى في الاختيار والنقاية ويشير كلام النهر الىٰ اختياره وفي البحر والاحسن الافتاء بماعليه اكثر المشائخ (رد المحتار ٣ /٨١)قوله والأحسن الافتاء بما عليه اكثر المشائخ اى من تقدير الغيبة بمدة يفوت فيها الكفو الخاطب (منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق ٣ /١٢٦) وان كان من كفو بمهرا لمثل صح ولكن لهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اوالعلم بالنكاح بعده لقصور الشفقة بشرط القضاء للفسخ (الدر المختار ٣ /٦٩) قوله لقصور الشفقة وهذا جواب عن قول ابى يوسفؒ انه لاخيار لهما اعتبارا بما لوزوجهما الاب والجد قوله للفسخ اى هذ الشرط انما هو للفسخ لالثبوت الاختيار وحاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ اولعلم به فان اختار الفسخ لايثبت الفسخ الابشرط القضاء (رد المحتار ٣ /٧٠) وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علىٰ النكاح وان شاء فسخ (الفتاوىٰ الهندية ١ /٢٥٨)وان زجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علىٰ النكاح وان شاء فسخ وهذا عند ابى حنيفةؒ ومحمدؒ وقال ابويوسفؒ لاخيار لهما اعتبارا بالاب والجد (الهداية المجلد الثانى ٢ /٢٩٦)وهكذا فى الخانية ١ /٣٥٧وفي البحر الرائق وللصغير والصغيرة اذا بلغا وقد زوجا ان يفسخا عقد النكاح الصادر من ولى غير اب ولاجد بشرط قضاء القاضى بالفرقة وهذا عند ابى حنيفةؒ ومحمدؒ وقال ابويوسفؒ لاخيار لهما اعتبار بالاب والجد (البحر الرائق ٣ /١٢٠)

نوٹ:۔

کفاءت نہ پائے جانے کی وجہ سے زوجین میں کب تفریق کی جاتی ہے اوراس کے لئے طریقہ کار کیا اختیار کیا جا سکتا ہے؟اس کو وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لئے مولانا عبدالصمد رحمانی کی کتاب الفسخ والتفریق ص۸۶تا۹۱ بہت عمدہ اور قابل عمل ہے

(بحوالہ منہیہ جدید فقہی مسائل ۲ / ۹۹)